آپ کے مسائل کا حل

مفتی محمد، دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

شمس الدین عظیمی کے نظریات اور اس سے بیعت ہونے کا حکم

سوال: شمس الدین عظیمی سے بیعت ہونا کیسا ہے اور ان کے پروگراموں میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ یہ لوگ جس طرح مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں اسی طرح غیر مسلم ہندو، قادیانی وغیرہ کو دعوت دیتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ کافر نہیں ہیں، چنانچہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ تمام نوعِ انسانی کو اپنی برادری سمجھنا چاہیے...... نوعِ انسانی میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے سب آپس میں آدم کے ناطے خالق کائنات کے تخلیقی راز و نیاز ہیں، آپس میں بھائی بہن ہیں، نہ کوئی بڑا ہے نہ چھوٹا۔ بڑائی صرف اس کو زیب دیتی ہے جو اپنے اندر ٹھاٹھیں مارتے ہوئے اللہ کی صفات کے سمندر کا عرفان رکھتا ہو۔ (شاکر۔ سانگھڑ)

جواب: دین مکمل ضابطہ حیات ہے، زندگی کے ہر شعبہ اور ہر موقع کے لیے ایک ضابطۂ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے جو علوم قرآن وسنت کی صورت میں مکمل محفوظ وموجود ہے۔ اس ضابطہ کے مطابق زندگی گزارنا دین ہے اور یہی نجات کا ذریعہ ہے، اس کی بجائے کسی اور طریقہ یا عمل میں نجات نہیں، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا ہے کہ ”اسلام کے سوا کوئی اور دین اللہ کے ہاں ہرگز مقبول نہیں۔“

تمام عقائد اور ظاہری اعمال واخلاق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہی اللہ تعالیٰ کی رضا، اس کی محبت اور اس تک رسائی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اس حقیقت کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

”اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میرا اتباع کرو، تب اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔“

سو حق و باطل کو پرکھنے کی کسوٹی یہی ہے، اس بنیاد پر عظیمی صاحب کی تحریرات دین کا معتد بہ علم رکھنے والا کوئی شخص بھی بنظر انصاف دیکھے تو وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ یہ شخص قرآن وسنت کے علوم، دین کی اصل روح، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپ کی بعثت کے بنیادی مقصد سے یا تو بالکل بے بہرہ ہے یا قصداً اس سب کیخلاف الحاد کی راہ میں چلا جارہا ہے۔

تصوف وروحانیت کے نام پر موصوف جس چیز کا پرچار کررہے ہیں اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ محض ذہنی سکون حاصل کرنے کے لیے کوئی مراقبہ، کوئی عمل یا ریاضت کرنا اسلامی تصوف نہیں ہے، نہ ہی اسلام اس کی تعلیم دیتا ہے۔ دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کا نام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سراسر عمل سے عبارت ہے، وہ تمام اعمال جن کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اگر کسی کی زندگی میں نہیں تو خواہ وہ نفس کشی کے لیے کتنے ہی مجاہدے اور ریاضتیں کیوں نہ کررہا ہو، وہ بے حس وحرکت ہوکر ہر وقت اللہ تعالیٰ کے تصور میں ڈوبا ہوا اور اسی کی طرف یکسو کیوں نہ ہو، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنے والا اور شریعت کی اصطلاح میں ولی اللہ نہیں کہلائے گا۔ ورنہ تو ہر سادھو، راہب اور نفس کشی کے لیے مجاہدے کرنے والا شخص ولی اللہ کہا جانا چاہیے، خواہ اس کا کسی بھی دین ودھرم سے تعلق ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ نظریہ الحاد وبے دینی کے سوا کچھ نہیں۔ قرآن مجید میں انتہائی تاکیدی انداز میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إن أولیائی إلا المتقون﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے اولیاء صرف وہ لوگ ہیں جو تقویٰ والے ہیں۔ اب تقویٰ کیا ہے اور متقی کسے کہتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ زندگی جس شخص میں رچا بسا ہوگا وہ متقی ہوگا اور جس کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کوئی جھلک نہ ہو، نہ وہ متقی ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا ولی ہوسکتا ہے۔

عظیمی اسلامی علوم سے ناواقف ہونے کے ساتھ ساتھ پیراسائیکولوجی، نفسیات اور نام نہاد صوفیاء کی بعض مبہم شطحیات کو اپنے زعم میں تصوف وروحانیت سمجھتا ہے، اس کے علاوہ اس کی تعبیر میں الجھاؤ، مضمون کلام بے ربط اور بے موقع استدلالات جگہ جگہ پائے جاتے ہیں، جس سے موصوف کا علمی مبلغ کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

ہم یہاں اختصار کے ساتھ چند اقتباس ان کی تحریروں کے پیش کررہے ہیں جو اس بات کی شہادت کے لیے کافی ہیں کہ اعتماد واعتبار کے ترازو میں جناب کا کیا وزن ہے؟

1- حضرت آدم علیہ السلام کی توہین:

”اللہ کریم نے انہیں تسخیر کائنات سے متعلق جو خزانے عطا فرمائے تھے ان خزانوں کے اوپر ایک دبیز پردہ ڈال کر آنکھیں موند لیں، اتنے بڑے ظلم، اتنی بڑی سرکشی، اتنی بڑی نافرمانی کے باوجود اللہ نے رحم فرمایا اور کہا کہ اپنا وطن جنت تم اب بھی حاصل کرسکتے ہو بشرطیکہ تم اپنے اوپر ساختہ نافرمانی کا پردہ ہٹا دو۔“ (پیراسائیکولوجی: صفحہ 65)

ان الفاظ میں حضرت آدم علیہ السلام کی جو توہین کی گئی ہے، ہر ذی شعور اس کی سنگینی کا اندازہ کرسکتا ہے۔

2- دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے اور اس سے ہم کلام ہونے کا دعویٰ:

”مذہبی دانشور کہتے ہیں کہ آدمی اللہ کی آواز نہیں سن سکتا، ایک بڑا گروہ ایسا بھی ہے جو اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا بھی ممکن نہیں ہے۔ اس کے نتیجے میں دنیا میں بڑی آبادی اللہ سے ہم کلام نہیں ہوسکی، فقراء کا یہ کہنا ہے کہ بندہ اللہ کا عرفان حاصل کرکے اللہ سے ہم کلام ہوسکتا ہے یا کوئی بندہ اگر اللہ کو دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔“ (ایضاً: صفحہ 51)

اُمت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ باری تعالیٰ کی رؤیت اس دنیا میں واقع نہیں ہوسکتی، اور یہ اجماعی عقیدہ ﴿لا تدرکہ الابصار﴾ اور ﴿لن ترانی﴾ وغیرہ قرآن پاک کی قطعی نصوص سے ثابت ہے، مگر دیکھیے عظیمی صاحب اس کو مذہبی دانشوروں کا قول قرار دے کر اس کا انکار کررہے ہیں اور یہ دعویٰ کررہے ہیں کہ اگر بندہ اللہ کو دیکھنا چاہے تو اس دنیا میں بھی دیکھ سکتا ہے گویا عظیمی صاحب اسے بندہ کا اختیاری امر سمجھتے ہیں اور اس کے اس دنیا میں وقوع کے قائل ہیں جو نصوص کے سراسر خلاف ہے۔

3- قرآنی آیات کی غلط تشریح:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ کتاب نہیں ہے شک اس میں، یہ کتاب ان لوگوں کو ہدایت دیتی ہے جو متقی ہیں اور متقی وہ لوگ ہیں جو غیب پر یقین رکھتے ہیں...... ان آیات کی روحانی تشریح یہ ہے کہ قرآن میں کسی قسم کا شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے اور یہ کتاب ایسے لوگوں کو ہدایت بخشتی ہے، جو غیب کی دنیا میں اور اللہ کے معاملات میں شک نہیں کرتے، اور غیب پر اس لیے یقین رکھتے ہیں کہ غیب ان کے مشاہدے میں ہے، اس بات کو دو لفظوں میں اس طرح بیان کرسکتے ہیں کہ قرآن ان لوگوں کو ہدایت بخشتا ہے جو لوگ غیب کی دنیا سے متعارف ہیں، یعنی غیب ان کے مشاہدے میں ہے...... ہزارہا مفسرین نے اپنی ذہنی کاوشوں سے تفاسیر لکھی ہیں...... لیکن لوحِ محفوظ کے قانون کے مطابق جب تک غیب مشاہدے میں نہ ہو تو قرآن پاک کی تعلیمات کا صحیح مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ (شرح لوح وقلم: صفحہ 162، 163)

جناب کا یہ فرمودہ سورۂ بقرہ کی پہلی آیت کا ترجمہ و روحانی تفسیر ہے، یہ روحانی تفسیر کے نام پر تحریف ہے، اس لیے کہ قرآن کے واضح الفاظ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ قرآن ہدایت ہے ان لوگوں کے لیے جو متقی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور جناب یہ کہہ رہے ہیں کہ ”قرآن ان لوگوں کو ہدایت بخشتا ہے غیب جن کے مشاہدے میں ہے“ ظاہر یہ ہے کہ قصداً یہ تحریف کی گئی ہے تاکہ معتقدین ومریدین یہ یقین کریں کہ مرشد کو غیب کا مشاہدہ ہے، اس لیے قرآن سے صحیح ہدایت انہی کو حاصل ہوئی ہے۔ اگر قرآن کے الفاظ کا حقیقی اور اصلی معنی کیا جاتا تو سوال پیدا ہوتا کہ تقویٰ کیا ہے؟ اور پیرومرشد کا تقویٰ میں کیا مقام ہے؟ پھر تو تقدس کا طلسم انڈے کے چھلکے کی طرح ٹوٹ جاتا، پھر مریدوں کو دھوکے میں رکھنا ممکن نہ ہوتا، اس لیے جان کر ایسا غلط معنی نکالا گیا تاکہ قرآن کے اصل تقاضے کی طرف کسی کا ذہن جائے ہی نہیں۔ چنانچہ آگے اپنے خود ساختہ لوحِ محفوظ کے قانون کے حوالے سے اپنے اسی دجل کو مزید پختہ کرنے کی کوشش کی ہے اور پھر یہ بات کہ ”لوحِ محفوظ کا قانون یہ ہے“ اس طرح بیان فرمارہے ہیں کہ جیسے آنجناب نے ہی لوحِ محفوظ کو مدون فرمایا ہو؟ اس دنیا میں لوحِ محفوظ کے قوانین کا حوالہ دینے کا مطلب اس کے سوا کیا ہے کہ سادہ لوح معتقدین کو باور کرایا جائے کہ حضرت کو شریعت کے احکام کی پیروی کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت تو براہِ راست لوحِ محفوظ کے قانون سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ہم کلام بھی ہوتے ہیں، ملاقاتیں بھی ہوتی ہوں گی العیاذ باللہ تعالیٰ من ہذا الإلحاد والزندقۃ۔ یاد رکھو شریعت کے احکام سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستثنیٰ نہیں قرار پائے اور نہ ہی کبھی لوحِ محفوظ کے کسی فرضی قانون کا انہوں نے حوالہ دیا، وہ وحی کا حوالہ دیتے رہے جو یا تو جلی ہوتی تھی جو قرآن کی صورت میں محفوظ ہے یا خفی ہوتی تھی جو حدیث کی صورت میں محفوظ ہے، اب ہر مسلمان کے لیے بس یہی قانون ہے، اس کے علاوہ کسی نام سے کوئی قانون الٰہی نہیں ہوسکتا، جو اس کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہے، دجال ہے۔

4- ایمان وصلوٰۃ کے معنی میں تحریف:

اسی کتاب ”شرح لوح وقلم“ میں موصوف سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات کے ترجمے میں اس طرح تحریف فرماتے ہیں: ”اور وہ لوگ ایمان لائے یعنی مشاہدہ کیا۔“

حالانکہ ایمان بالغیب کا معنی ہے بغیر دیکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے تصدیق کرنا۔

آگے لکھا ہے: ”صلوٰۃ کا ترجمہ اللہ سے رابطہ قائم کرنا ہے، قائم کرتے ہیں صلوٰۃ یعنی یکسو ہوکر اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔“ (صفحہ: 163، 164)

دیکھیے ﴿یقیمون الصلوٰۃ﴾ جس کا معنی نماز قائم کرنا ہے، موصوف نے کس دیدہ دلیری سے اس میں واضح تحریف کرکے اس کا معنی ”رابطہ قائم کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف یکسو ہونا“ کیا ہے۔

نماز جیسی اہم عبادت جو دین اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ہے، جس کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، نیز اسلام اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے، اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی اپنے عمل سے جو تفسیر فرمائی، چودہ سو سال سے مسلمانوں میں متواتر طریقہ سے نماز کی وہی تفسیر چلی آرہی ہے مگر جعلی روحانیت کے اس نام نہاد علمبردار نے بیک جنبش قلم اس تفسیر کو رد کرتے ہوئے اپنی طرف سے اقامت صلوٰۃ کا وہ معنی کیا جو نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی کوئی مسلمان اس کا قائل ہے۔ یہ کھلم کھلا الحاد اور گمراہی ہے جس میں کسی تاویل وتوجیہ کی گنجائش نہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محض جہالت نہیں ہے بلکہ نظریہ ہے کہ نماز اور دیگر اسلامی اعمال کوئی چیز نہیں، اصل اللہ کی طرف یکسو ہونا ہے اسی لیے مساجد کی بجائے مراقبہ ہالوں کا قیام اور نماز وعبادات کی بجائے مراقبے و وظائف کی تلقین کرتا ہے۔ اگر واقعہ یہی ہے تو پھر یہ سب کچھ اسلام نہیں ہے، اس کے سوا کوئی اور دھرم ہے، اس لیے ایسے شخص سے دور رہنا ہر مسلمان پر فرض ولازم ہے۔